مولانا عبدالحق ؒ ایک عظیم فقیہ

فقہی بصیرت اور فتویٰ میں حزم و احتیاط

> آپ کے امالی و تقریرات، وعظ و نصائح اور ملفوظات کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی ہر تقریر، وعظ و نصیحت اور محفل و مجلس بے شمار فقہی جزئیات سے معمور ہے۔

مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب مدظلہ
استاذ حدیث دارالعلوم حقانیہ

فقیہ العصر محدث کبیر حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبقری شخصیت متعدد خصوصیات و کمالات سے مزین تھی۔ آپ میدانِ سیاست پر قائدانہ اور مدبرانہ کردار سے چھائے ہوئے تھے۔ علمی دنیا میں آپ فنِ حدیث کے نامور محقق سمجھے جاتے۔ ان دونوں میدانوں میں آپ کی خدمات نصف النہار کی طرح عیاں ہیں لیکن آپ کے فقہی محاسن اور محققانہ قوتِ فقاہت سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ حالانکہ اگر ایک طرف آپ عظیم محدث ہیں تو دوسری طرف مزاج شناس مفتی اور معاشرہ سے باخبر فقیہ بھی ہیں۔ فنِ حدیث میں آپ کے کمال مہارت کی وجہ سے آپ کی فقہی خصوصیات عوام سے مخفی رہیں۔ تاہم آپ کے امالی و تقریرات، وعظ و نصائح اور ملفوظات کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی ہر تقریر و عظ و نصیحت اور محفل و مجلس بے شمار فقہی جزئیات سے معمور ہے۔

آپ کی فقاہت کے اسباب

آپ کی فقاہت بظاہر چند اسباب کا نتیجہ ہے۔ پہلا سبب آپ کا طبعی اور فطری مزاج ہے، آپ ذاتی طور پر فقیہ النفس تھے۔ آپ کی تربیت جس گھرانہ میں ہوئی تو وہ چند پشتوں تک علم دوست اور باذوق خاندان معلوم ہوتا ہے۔ گویا طبعی فقاہت آپ کے گھرانہ میں موروثی طور پر چلی آرہی ہے۔

دوسرا سبب:۔ آپ کی فقاہت کا دوسرا اہم سبب فقیہ الامت شیخ الاسلام حضرتِ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے رشتہ تلمذ ہے۔ حضرتِ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم و معارف سے آپ مکمل طور پر فیضیاب تھے، اور حضرتِ مدنی کی فقاہت تو مسلّم تھی، اس لیے ایسی فقہی شخصیت کے دامنِ تربیت سے وابستگی نے آپ کو فقاہت کے اوجِ ثریا تک پہنچایا۔

جن حضرات نے حضرتِ مدنی ؒ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور آپ کے درسِ حدیث سے مستفید ہوئے وہ حضرات حضرت شیخ الحدیث ؒ کے درسِ ترمذی سننے کے بعد یہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ آپؒ کا درسِ حدیث حضرتِ مدنی ؒ کا نمونہ ہے۔

آپ کی فقاہت صرف فقہ حنفی تک محدود نہیں تھی بلکہ دورانِ درس اختلافی مسائل پر بحث کے وقت فقہ شافعی، مالکی، حنبلی آپ کے پیش نظر رہتا۔۔۔ دیگر مذاہب کے طریقہ پر استدلال کے دوران حدیث سے استدلال کرنے وقت ایسا متکلمانہ اندازِ بیان اختیار رکھتے کہ سامعین کو آپ پر متعلقہ مسلک کے ترجمان کا دھوکہ ہو جاتا، آپ پوری دیانتداری سے دوسرے مذاہب کا نقطہ نظر پیش فرماتے۔ لیکن جب احناف کے دلائل و جوابات اور ترجیحی وجوہات ذکر کرتے تو سننے والے اس تاثر کے بغیر نہ رہتے کہ تمام مذاہب میں حنفی مذہب وہ نرالا مذہب ہے جس میں تطبیق کی ایسی صورتیں پائی جاتی ہیں کہ اس کو اپناتے وقت تمام احادیث پر عمل ہو سکتا ہے۔۔۔ آپؒ کی تقریر سے حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کی مجتہدانہ اور فقہی حیثیت نمایاں رہتی۔ آپؒ کے درس میں جزئیات اور مسائل کیلئے شامی اور عالمگیری، اصول کیلئے بدائع الصنائع، نافدانہ اندازِ بیان کے لیے بحر الرائق، زیلعی اور عینی اور ترجیحی سلوک کے لیے ہدایہ اور قاضی خان جیسی کتابوں کا استحضار معلوم ہوتا ہے۔

تیسرا سبب:۔ انسان کے کسی کمال کے پایۂ تکمیل تک پہنچنے کے لیے موقعہ و محل کا بھی بڑا دخل رہتا ہے، اگر کسی باکمال شخصیت کو متعلقہ کمال کے لیے موقعہ میسر نہ ہو تو وہ کمال تشنہ رہ جاتا ہے، بیشمار ماہرین متعلقہ فن کے میدان سے کٹ جانے کی وجہ سے گمنام رہ جاتے ہیں۔

آپ کی فقاہت کا تیسرا سبب یہ ہے کہ آپ کو فقہی خدمات کے لیے سنہری موقع ملا۔ آپ کا تعلق پٹھانوں کے ایسے علاقہ سے تھا جہاں پر مستند عالم دین دینی معلومات کے علاوہ خانگی و قومی معاملات اور جھگڑوں کے تصفیہ کے لیے ملجا و ماویٰ سمجھا جاتا ہے۔ ایسے با اثر عالم دین کی مسجد ہمیشہ کے لیے دار القضاء اور دار الافتاء رہتی ہے۔ چنانچہ پدری وطن میں آباد ہونے کے بعد مختصر وقت میں پورے علاقہ میں آپ پر لوگوں کا اعتماد پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے لوگ آپ سے فیصلے کراتے۔

علاوہ ازیں آپ کا تعلق کعبۃ العلم دار العلوم دیوبند سے صرف تلمذ اور شاگردی کا نہیں بلکہ ایک اعلیٰ اُستاد کی حیثیت سے قائم تھا۔ آپ پاکستان اور افغانستان کے نامور علماء کے استاذ اور شیخ تھے، اس لیے جب بھی ان علماء کو کوئی علمی مشکل پیش آتی تو آپ ہی کی طرف رجوع کرتے اور آپ سے مسائل میں راہنمائی حاصل کرتے۔ یوں مقامی سطح سے لیکر علاقائی اور بین الاقوامی سطح تک فقہ کے میدان میں آپ کو جوہر کمالات دکھانے کا وافر موقع میسر ہوا۔

چوتھا سبب: آپ کی فقاہت کے اسباب میں ان کے علاوہ سیاسی زندگی کا بھی بڑا دخل ہے ۱۹۷۰ء سے لیکر ۱۹۸۸ء تک آپ جمعیۃ علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے میدان سیاست کے نامور شہسوار رہے اٹھارہ سالہ سیاسی زندگی میں ملک میں متعدد دینی تحریکیں (مثلاً تحریک ختم نبوت تحریک نظام مصطفیٰ اور تحریک نفاذ شریعت) چلیں۔ ہر تحریک میں آپ نے ضعف و پیرانہ سالی کے باوجود قائدانہ کردار ادا کیا۔ سیاسی میدان میں آپ کو جدید دُنیا کے مطالعہ کا وافر موقع ملا۔

چنانچہ آپ کی فقاہت صرف کتابوں تک محدود نہ رہی بلکہ سیاسی میدان میں گوناگوں اور نامساعد حالات سے واسطہ پڑ جانے کی وجہ سے آپ نے قدیم اور جدید دونوں حالات کا جائزہ لیا اور پھر اسے مسائل کے حل کرنے کا سوچا جو حالات کی موافقت کے علاوہ قرآن و حدیث کی رُو سے درست رہتا۔ ملک کے نامور فقہاء حضرت مولانا مفتی محمود اور محدث کبیر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہم اللہ بھی آپ کے شریک سفر رہے، لیکن ضروری مسائل پر بحث کی ضرورت پڑنے پر ان حضرات کی نظروں نے آپ کا حسین انتخاب کیا۔ چنانچہ ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران جب قومی اسمبلی میں مسلمان کی جامع و مانع تعریف کرنے کا موقع آیا تو پورے عالم اسلام کے مسلمانوں کے نمائندہ کی حیثیت سے آپ نے ترجمانی کا حق ادا کیا۔

مزاجی خصوصیات

مفتی کے لیے جملہ شرائط (تقویٰ و ورع، دیانت و امانت میں شہرت، طبعی فقاہت اور سلامت اعضاء، قرآن و حدیث کے نصوص سے واقفیت اور اپنے مذہب کی کتابوں پر عبور) سے متصف تھے۔ آپ کے مزاج میں اعلیٰ درجہ کی احتیاط تھی۔ ان صفات کے باوجود عموماً مسائل بیان کرنے سے احتیاط کرتے۔ جب بھی کوئی سائل خدمت میں حاضر ہوتا تو دار الافتاء میں حاضری کی راہنمائی کرتے، خود احتیاط کرنے کے علاوہ دوسروں سے بھی احتیاط کراتے۔

فتویٰ میں احتیاط کا نمونہ

۱۹۷۷ء میں دار الافتاء سے میرے تعلق بن جانے کے بعد میں جو فتویٰ بھی لکھتا تو حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں مُہر لگانے کے لیے بھیجتا۔ دو سال تک دار الافتاء کی مُہریں نے اپنے پاس نہیں رکھی بلکہ دار الافتاء کی فالتو مُہر دفتر اہتمام میں ہوتی جب بھی ضرورت پڑتی تو دفتر سے مُہر لگواتے۔

۱۹۷۸ء میں سالانہ چھٹیوں کے دوران ناظم دار العلوم حضرت مولانا سلطان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت جب حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا یہ پیغام (بلکہ حکم) موصول ہوا کہ چھٹیوں میں یہاں رہ کر دار الافتاء کی خدمت سرانجام دو گے، تو مجھ پر یہ بوجھ بہت بھاری لگا۔ خود یہ جرأت نہیں کر سکتا تھا کہ کوئی فتویٰ تصویب کے بغیر دے دُوں۔ اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس سے قبل مسائل و جزئیات پیش کرنے کا کوئی خاص موقع بھی نہیں ملا تھا۔۔۔ اس لیے ایک دن حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ جو مسئلہ بھی تم لکھو گے تو پہلے مجھے سُناؤ گے تاکہ کوئی جدید مسئلہ ہو تو ذہن میں آجائے۔ اگرچہ آپ کا مقصد استحضار مسائل نہیں بلکہ احتیاط تھی۔ اس لیے میں روزانہ مسائل کے جواب لکھ کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کرتا، آپ کو سُنائے بغیر کسی مسئلہ کے بھیجنے کی مجھے اجازت نہیں تھی، لیکن دس دن نگرانی کرنے کے بعد جب اعتماد پیدا ہو گیا تو فرمایا کہ مجھے سُننے کا وقت کم ملتا ہے اس لیے سُنائے بغیر ہی بھیج دیا کرو۔

آپ کے فتویٰ کے چند نمونے

بوقت ضرورت جب مسئلہ بیان کرنے کی ضرورت پڑتی تو آپ ماحول، حالات، نتائج اور عواقب کو سامنے رکھ کر فتویٰ دیتے۔ آپ وقتی مصلحت کے پیش نظر کسی ایسے جوش اور جذبہ سے حکم لگانے کے قائل نہیں تھے جس سے معاشرہ میں بدمزگی پیدا ہو اور شریعت کا مزاق اُڑایا جائے۔

(۱) ۱۹۷۸ء میں چھٹیوں کے دوران میں نے "قضاء عمری" کے بارے میں ایک فتویٰ دیا جس میں میں نے "قضاء عمری" کی روایت کو موضوع ثابت کرنے کے بعد لکھا کہ: قضاء عمری کسی حدیث سے ثابت نہیں اور یہ بدعت قبیحہ ہے۔

جب آپ کو یہ جواب سُنایا تو آپ نے فرمایا کہ جواب تو ٹھیک ہے اس میں کوئی شک نہیں، لیکن ہمارے پٹھانوں کے علاقہ میں لوگ نہایت تدین کی وجہ سے "قضاء عمری" کے ایسے عاشق ہیں کہ ایسے سخت الفاظ

کے نتیجہ میں کہیں طیش میں آکر فتنہ وفساد اور سبّ وشتم پر نہ اُتر آئیں ،
اس لیے ان الفاظ میں یوں ترمیم کرو : قضاء عمری کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، ہمارے اسلاف نے اس کو بدعت میں شمار کیا ہے۔

(۲) ایک دوسرے موقع پر کسی سڑک کی تعمیر میں ایک قبر سڑک کی زد میں آتی تھی اور حکومت اِس قبر کو مسمار کر رہی تھی لیکن مقامی لوگ اس پر خوش نہیں تھے۔ جب سرکاری اہلکاروں نے ہم سے فتویٰ لینا چاہا تو میں نے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے مشورہ کیا، آپ نے فرمایا اگرچہ پرانی قبر کو مسمار کرنا ازروئے شرع جائز ہے لیکن ہمارے اس فتویٰ سے لوگ مطمئن نہیں ہوں گے بلکہ مذہبی جنون کی وجہ سے شاید یہ لوگ دارالعلوم کو بھی فریق شمار کریں گے۔ اس لیے اس انداز سے فتویٰ دیا جائے کہ قبر کے اوپر پل بنواکر سڑک بنائی جائے۔ دفعِ فساد کے لیے اس وقت قبر کے مسمار کرنے کا فتویٰ نہ لکھیں — چنانچہ تلاش کرنے پر "عالمگیری" میں حضرت الشیخؒ کا یہ جزئیہ نکل آیا — یُوں آپ کے حسنِ تدبیر سے فتنہ وفساد کا خطرہ ٹل گیا۔ اور قبر جب پُل کے نیچے آگئی تو اس سے لوگوں کا اعتقاد بھی طبعی طور پر متاثر ہوکر شرکیہ عقائد سے بچ گئے۔

دیگر فقہی مکاتب کے بارے میں آپ کی رائے

فقہ حنفی پر سختی سے پابندی کے باوجود آپ کی طبیعت میں تعصب کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ آپ دورانِ درس دوسرے ائمہ کے تذکرہ میں ادب واحترام کا وہی لب ولہجہ اختیار کرتے جو سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بیان فرماتے۔

مزاج میں انصاف پسندی اس درجہ غالب تھی کہ فقہی مباحث میں غُلو کرکے دوسرے ائمہ کی تحقیر وتنقیص کو گمراہی اور جُرم سمجھتے اور لوگوں کو بھی اس سے اجتناب کا حکم فرماتے — ایک موقع پر تصوف کے سلسلوں کے بارے میں ایک سائل کے جواب میں فرمایا :۔

"سلسلۂ قادریہ اور سلسلۂ چشتیہ ایک ہی تالاب کی دو مختلف نہریں ہیں، دونوں کا مرکز اور مخزن ایک ہے، پانی ایک ہے صرف راستے جُدا جُدا ہیں۔ دوسرے سلاسلِ تصوف اور مختلف فقہی مذاہب کا بھی یہی حال ہے۔ — حنفیت، شافعیت، حنبلیت اور مالکیت یہ سب ایک ہی تالاب کی متعدد اور مختلف نہریں ہیں، علومِ نبوت کے تالاب سے سب کو پانی پہنچتا ہے، سب اسی ایک پانی سے دُنیا کی سیرابی کرتے ہیں صرف راستے جُدا ہیں مقصد بھی ایک ہے، بعض لوگ دانستہ طور پر تصوف کے ان سلسلوں اور فقہی مذاہب کو فرقہ واریت پر حمل کرکے دُنیا کو گمراہ کرتے اور دھوکہ دیتے ہیں، مسلمانوں کو ایسے

(باقی صـ۳۸۳ پر)

بقیہ صـ۳۸۴ ۔۔ درسِ حدیث کیلئے ماہئ بے آب کی طرح بیتاب رہتے تھے

محترم المقام کمانڈیٹ آفیسر صاحب جی۔ ایچ۔ کیو ۳۲ ایس ٹی بی این اے۔ ایس سی پشاور کینٹ!

اسلام علیکم! بحوالہ آپ کی چٹھی نمبر ۷/۸ محررہ ۷/۹ ہ گذارش ہے کہ حامل عریضہ ہذا مولوی محمد اکبر ولد سید شاہ دارالعلوم کا سند یافتہ ہے اور اُردو کی تعلیم مڈل تک ہے موصوف کی علمی اور اخلاقی قابلیت قابلِ تحسین ہے اُمید ہے کہ آپ ان کو مجوزہ آسامی پر تعین فرماکر شکریہ کا موقع بخشیں گے۔

والسلام

بندہ عبدالحق عفرلہٗ مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

لیکن پھر ان دنوں نیرنگی قدرت کہ حضرتؒ شیخ الحدیث سے مشاورت کے بعد مجھے بیرونِ ملک جانا ہوا اور الحمدللہ کہ اس میں بڑی خیر وبرکت محسوس ہوئی۔

حضرتؒ کے ساتھ آخری بار ملاقات خیبر ہسپتال میں ہوئی تھی۔ جب کہ بندہ ملاقات کے لیے دارالعلوم آیا تھا۔ مگر یہاں آکر معلوم ہوا۔ کہ آپ پشاور زیرِ علاج ہیں۔ پھر واپس ہسپتال آکر شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ بڑی خوشی ہوئی اس ملاقات سے ———
کیونکہ ایک مرتبہ یہاں ابوظبی ہی میں بندہ کے دل میں انقباض کی صورت پیدا ہوئی تھی اور دل میں ہیجان جیسا پیدا ہوا تھا۔ تو پھر حضرتؒ کے خدمتِ عالی میں اسی وقت ایک خط بھی روانہ کیا۔ اور اللہ کے حضور دعا بھی کی۔ کہ زندگی میں حضرتؒ سے ملاقات کے شرف سے نوازا جاؤں اور کریم پروردگار نے وہ دعا قبول فرمائی۔

آج اطرافِ عالم میں گلشنِ حقانیہ کے پھول بکھرے ہوئے ہیں۔ جن کی خوشبوؤں سے طالبانِ دینِ حق اپنی ارواح معطر کر رہے ہیں۔ اور ان کی انوار اور برکات سے انشاء اللہ حضرت الشیخ تا قیامت سرشار ہوں گے۔

اور آپ کی تعلیمات۔ نصائح، اخلاق وسیرت قومی اور علمی خدمات کی وجہ سے آپ کا نام قیامت تک حیات اور درخشندہ رہے گا۔

خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت را